مرکزی انجمن خُدّام القرآن لاہور کے

سالانہ محاضراتِ قرآنی

مہمان مقرر جناب عمران این حسین کے خطبات کی تلخیص

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام یکم سے ۴/ نومبر ۱۹۹۸ء تک قرآن آڈیٹوریم میں سالانہ محاضرات قرآنی کا انعقاد ہوا۔ اس مرتبہ تنظیم اسلامی شمالی امریکہ کے ڈائریکٹر برائے دعوة جناب عمران این حسین صاحب نے نہایت اہم موضوعات پر چار خطبات بزبانِ انگریزی ارشاد فرمائے۔

پہلے خطبہ کا عنوان "Islam and the end of history" تھا۔ یعنی "تاریخ انسانی کا آخری دور اسلامی نقطہ نظر سے" ـــــ فاضل مقرر نے تاریخ اور فلسفہ تاریخ سے متعلق ہندو، مسیحی، یہودی اور جدید مغربی تصورات بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نقطہ نظر سے تاریخ انسانی حق و باطل کی کشاکش سے عبارت ہے۔ جناب عمران این حسین نے اپنے استاد جناب ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کے حوالہ سے کہا کہ تاریخی عمل کو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور آسمانی کتابوں کے ذریعے بار بار صراطِ مستقیم کی طرف موڑتا رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے ذریعے "الحق" کا "الباطل" کے اوپر ہمہ گیر اور فیصلہ کن غلبہ ہوا۔ تاریخی عمل اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک کہ یہی غلبہ ایک مرتبہ پھر نہ ہو۔ جناب عمران این حسین نے کہا کہ اسلامی نقطہ نظر سے تاریخ انسانی کے اختتام سے پہلے ایک ایسا آخری دور آنا ہے جس میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو مختلف فتنوں کے ذریعے آزمائے گا۔ آج ہم اسی "دورِ فتن" میں سانس لے رہے ہیں اور ہمارے اس عہد کی خصوصیت "دھوکہ" اور "دجل" ہے۔ انہوں نے کہا کہ احادیث کی پیشین گوئیوں کے مطابق اس آخری دور کی خصوصیات میں خلافت کا خاتمہ، حج کا معطل ہونا اور پوری دنیا پر ایک کافرانہ نظام کا تسلط شامل ہیں۔ جناب عمران این حسین نے کہا کہ

عالمِ غیب میں یاجوج ماجوج اور دجّال کا ظہور ہو چکا ہے اور شر کی یہی قوتیں دورِ حاضر کے فتنوں کے پس پشت کار فرما ہیں۔ تاریخ انسانی کے آخری دور کے دو اہم واقعات امام مہدی کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہیں۔

فاضل مقرر نے موجودہ عالمی تہذیب کی مندرجہ ذیل خصوصیات گنوائیں : غیر معمولی قوت جو ظالم کے حق میں استعمال ہوتی ہے' ایک واحد عالمی معاشرے (Global Society) کی تشکیل' خدا سے بیزاری' لادینیت اور مادہ پرستی کا تسلط' عوامی حاکمیت کے نام پر سیاسی شرک کا ظہور' سود کے ذریعے عالمی سطح پر انسانیت کا استحصال' آزادیِ نسواں کی تحریک' قدرتی وسائل کا اسراف اور بڑے پیمانے پر ضیاع' اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے کی جسارت' زمین' سمندر اور فضا میں کیمیائی آلودگی۔ جناب عمران این حسین صاحب کہا کہ اس دورِ فتن میں صرف وہی افراد صراطِ مستقیم پر قائم رہ سکتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے دامن سے خود کو وابستہ کر لیں۔

دوسرے خطبہ کا عنوان تھا :

"An Analysis of Present Economic Crisis and its Islamic Solution"

یعنی "موجودہ مالیاتی بحران کا تجزیہ اور اس کا اسلامی حل" ـــــ اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے جناب عمران این حسین نے سود پر مبنی موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کی حقیقت کو واضح کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس نظام میں مارکیٹ کا اصل کنٹرول چند بڑی بڑی corporations کے ہاتھوں میں آگیا ہے۔ مالی معاملات میں مفاد پرستی کو سب سے بڑی خوبی سمجھا جاتا ہے۔ اور دولت کمانے کے لئے جنگلوں اور دریاؤں جیسی قدرتی نعمتوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ انہوں نے کہا کہ آج کی عالمی معیشت ایک بہت بڑا جُوا خانہ بن گئی ہے' جس پر بینکرز اور سٹے بازوں (Speculators) کا تسلط ہے۔ مختلف کرنسیوں کی شرح تبادلہ اور مارکیٹ میں حصص کی قیمتوں میں مصنوعی کمی بیشی کے ذریعے چند افراد دولت کے ڈھیر اکٹھے کر رہے ہیں۔ مختلف بین الاقوامی معاہدات کے ذریعے عالمی بینکاری نظام اور سٹہ بازوں کے لئے معاشی تحفظ کا بندوبست

کیا جاتا ہے۔

جناب عمران این حسین نے کہا کہ موجودہ مالیاتی نظام کے ذریعے، جس میں کاغذی کرنسی کو مرکزی اہمیت حاصل ہے، انسانوں کا معاشی استحصال کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کاغذی کرنسی کو ترک کرکے دوبارہ سونے اور چاندی کے سکوں کو رائج کرنا ہوگا کیونکہ کاغذ کے نوٹوں کی اپنی کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ ان کی قیمت کادارومدار مارکیٹ کی صورت حال پر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس سونے اور چاندی کی اپنی قیمت (Intrinsic Value) ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ١٩٧١ء میں معاہدہ برٹن وڈ (Berettion woods agreement) ختم ہونے کے بعد کرنسیوں کی شرح مبادلہ فکسڈ (Fixed) کی بجائے فلوٹنگ (Floating) ہو گئی ہے۔ کرنسی کی قیمت میں کمی کی وجہ سے عوام کی قوت خرید میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔ جناب عمران این حسین نے واضح کیا کہ سود کی خباثتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے سونے اور چاندی کے سکوں کا استعمال ناگزیر ہے۔

تیسرے خطبہ کا عنوان تھا :

"An Islamic view of the development and use of nuclear weapons and the implications of Pakistan's emergence as a nuclear power"

یعنی "اسلامی نقطہء نظر سے ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری اور ان کا استعمال، نیز پاکستان کے ایٹمی قوت بننے کے متضمنات"۔

جناب عمران این حسین نے اسلام کے فلسفۂ جنگ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اسلام میں جنگ کا مقصد مظلوموں کو ظلم و جور سے نجات دلانا ہے۔ جنگ صرف آخری چارۂ کار کے طور پر لڑی جاسکتی ہے جبکہ تمام پُرامن ذرائع ناکام ہو چکے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ قوت کا حصول فرض ہے اور انہیں اس ضمن میں کسی بیرونی طاقت کی جانب سے عائد کی جانے والی کسی پابندی یا تحدید کو ہرگز قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ فاضل مقرر نے کہا کہ قوت کا حصول اس لئے ضروری ہے تاکہ دشمن آپ پر حملہ کرنے کی جسارت نہ کرسکے اور آپ ظلم اور جبر کا دندان شکن جواب دے سکیں۔

انہوں نے کہا کہ محض دولت، ہتھیاروں یا تعداد کی کثرت پر قوت کا انحصار نہیں ہے، بلکہ اصل قوت ایمان، اعلیٰ اخلاقی اقدار، علم، اتحاد، نظم اور صحیح قیادت سے پیدا ہوتی ہے۔

جناب عمران این حسین نے کہا کہ مسلمانوں کے لئے ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ اولاً ان کے استعمال میں پہل نہیں کی جائے گی، اِلّا یہ کہ شکست اور غلامی سے بچنے کے لئے ان کا استعمال ناگزیر ہو جائے۔ ثانیاً ایٹمی ہتھیاروں سے صرف فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا جائے گا۔ ثالثاً ان کے استعمال کے لئے آخری فیصلہ صرف مسلمانوں کا امیر یا امام ہی کر سکے گا۔

جناب عمران این حسین نے کہا کہ پاکستان کا قیام اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں بھارت کی جانب سے کیا جانے والا ایٹمی دھماکہ دراصل ہندوؤں کی جانب سے لاہور کی اسلامی سربراہی کانفرنس کا جواب تھا۔ اسی طرح ۱۹۹۸ء کے بھارتی دھماکوں کا مقصد جنوبی ایشیاء میں ہندوؤں کے تسلط کو قائم کرنا ہے۔ اس پس منظر میں پاکستان کے ایٹمی دھماکے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی علامت ہیں کہ ہندو قوم پرستی کے مقابلے میں اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔ فاضل مقرر نے کہا کہ پاکستان میں اسلامی انقلاب مقدر ہو چکا ہے۔ انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ آئندہ دس برس کے اندر (ان شاء اللہ) انقلاب آجائے گا۔

جناب عمران این حسین نے کہا کہ پاکستان کا قیام فلسطین میں صیہونی جبر کے خلاف اللہ تعالیٰ کے منصوبے کا اہم حصہ ہے۔ پاکستان کے ایٹمی طاقت کے طور پر ابھرنے سے اصل نقصان اور دھچکا اسرائیل کو پہنچا ہے۔ بھارت اور اسرائیل دونوں اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود پاکستان کو ایٹمی قوت بننے سے نہ روک سکے۔ انہوں نے کہا کہ ایران اور پاکستان کو باہمی معاہدات کے ذریعے ایک دوسرے کے قریب آنا چاہئے۔ اگر ایران دشمنوں کی چال میں آکر افغانستان پر حملہ کر دیتا ہے تو اس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر شیعہ سنی تنازعہ بھڑک اٹھے گا۔ جناب عمران این حسین نے کہا کہ پاکستان اور ایران کا اتحاد غالباً پاکستان میں اسلامی انقلاب اور یہاں پر شیعہ سنی مسئلے کے حل کے بغیر ممکن نہیں ہوگا۔

فاضل مقرر نے واضح کیا کہ اسلام اور مغرب کی گزشتہ دو سو سالہ کشاکش کے

دوران ہر موقعہ پر مغرب ہی بالادست رہا ہے۔ تاہم اس کشاکش میں تین مواقع پر مغرب کو دھچکا پہنچا ہے' یعنی قیامِ پاکستان' انقلابِ ایران اور پاکستان کا ایٹمی قوت بن جانا۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو ان کی جدّوجہد پر خراجِ تحسین پیش کیا اور ڈاکٹر صاحب کی اس رائے سے مکمل اتفاق کیا کہ ایران' پاکستان اور افغانستان کی سرزمین ہی غلبۂ اسلام کا نقطۂ آغاز بنے گی اور یہیں سے جدید مغربی تہذیب کو کامیابی کے ساتھ چیلنج کیا جاسکے گا۔

چوتھے خطبہ کا عنوان :

"Political Implications of the abolition of Caliphate"

تھا' یعنی "خلافت کے خاتمہ کے سیاسی متضمنات"۔ اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے جناب عمران این حسین نے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کا پس منظر بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس اہم واقعہ کے پیچھے ترک فوج کے بعض افسران اور بعض ترک شاعروں اور دانشوروں کا ہاتھ تھا' جنہیں بحیثیت مجموعی Young Turks کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے معاشرے اور ریاست کا مغربی تصور اختیار کرلیا تھا' جس کی بنیاد لادینیت اور مادہ پرستی پر ہے۔ اس مغربی ماڈل میں مذہب کو محض بندے اور خدا کے مابین محدود کردیا گیا ہے اور سیاسی امور میں کسی مذہب کا کردار تسلیم نہیں کیا جاتا۔ حاکمیت اللہ تعالیٰ کی بجائے عوام کا حق قرار پاتی ہے۔ مغرب میں فرانس' امریکہ اور روس کے انقلابات کے ذریعے لادینیت کا تسلط ہوا۔ اس کے بعد ان لادینی قوتوں نے عالم اسلام کو اپنا نشانہ بنایا۔ خلافت عثمانیہ میں Young Turks ان کا آلۂ کار بنے جنہیں صیہونی تحریک کی باقاعدہ مدد حاصل تھی۔ ۱۹۲۲ء میں مصطفیٰ کمال "اتاترک" نے "خلیفہ" عبدالمجید کو ایک بے اختیار مذہبی قائد کی حیثیت میں محدود کردیا تھا۔ تاہم ہندوستان کی تحریک خلافت اور اس ضمن میں سر آغا خان اور سید امیر علی کی کوششوں میں چھپا ہوا خطرہ بھانپ کر مصطفیٰ کمال نے ۱۹۲۴ء میں اس نام نہاد خلافت کو بھی ختم کردیا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد حجاز میں شریف حسین نے اپنی خلافت کا اعلان کردیا۔ لیکن یہ خلافت بھی انگریزوں اور صیہونیوں کو منظور نہ

تھی۔ لہٰذا ان کی مدد اور حمایت سے عبدالعزیز بن سعود نے شریف حسین کے خلاف اقدام کیا اور خلافت کی بجائے ایک قومی بادشاہت قائم کردی۔ ان سازشوں کے نتیجے میں خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد عالم اسلام میں خلافت کا کوئی نیا نظام نہ ابھر سکا۔ نتیجتاً ایک طرف عالم اسلام پر لادینیت اور مادہ پرستی مسلط ہوتی گئی اور دوسری جانب فلسطین میں ایک یہودی ریاست کے قیام کا راستہ ہموار ہو گیا۔

جناب عمران این حسین نے کہا کہ ترکی نے "دارالسلام" کی حیثیت ترک کر کے ریاست اور حکومت کا مغربی ماڈل اختیار کر لیا۔ اس کے بعد سعودی عرب، ایران اور پاکستان میں بھی اسی نوعیت کا ماڈل اختیار کر لیا گیا۔ جناب عمران این حسین نے اس موقعہ پر خلافت کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کے اجتماعی نظام کے قیام کی کوششوں کی تاریخ بیان کی جس کی تفصیل ان کی کتاب "استنبول سے رباط تک" میں موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ کئی اسلامی تحریکیں قومی ریاست کے سیاسی عمل میں حصہ لے کر دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کر رہی ہیں۔ انہوں نے کئی مثالیں دے کر واضح کیا کہ انتخابی سیاست کے ذریعے کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جناب عمران این حسین نے کہا کہ دنیا میں آج صرف دو بڑی جماعتیں سیاسی عمل سے باہر رہ کر اسلامی انقلاب کے لئے کوشاں ہیں۔ یعنی تنظیم اسلامی اور ترکی کی المرابطون۔ انہوں نے کہا کہ دونوں جماعتیں خلافت کا نظام قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ المرابطون خصوصاً سود کی لعنت کے خلاف مصروفِ عمل ہے اور تنظیم اسلامی کے ذریعے انقلابی عمل کے مراحل نظری طور پر واضح ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ تنظیم اسلامی آئینی ترامیم کے ذریعے بھی نفاذِ اسلام کی جدوجہد کر رہی ہے۔ دونوں جماعتوں میں نظم، امیر کی اطاعت، بیعت اور انتخابی سیاست سے کنارہ کشی جیسی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ تنظیم اسلامی میں رجوع الی القرآن کی خصوصی اہمیت ہے جبکہ المرابطون میں فرد کے روحانی انقلاب کو بھی بنیادی اہمیت دی جاتی ہے۔

فاضل مقرر نے کئی احادیث کی روشنی میں التزامِ جماعت، بیعت اور اطاعت امیر کی اہمیت واضح کی اور کہا کہ فتنوں کے موجودہ دور میں ان احادیث پر عمل کئے بغیر ایمان کی حفاظت اور احیاء ممکن نہیں ہے۔